السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

یہاں لوگوں کی یہ عام عادت ہے کہ اپنے زیورات اورمال کی زکوۃ نکال کر علیحدہ نہیں کرتے بلکہ کاروبار ہی میں رکھتے ہیں اوراس سے برابر اپنا کام کرتے رہتے ہیں حسب ضرورت خرچ کرتے رہتے ہیں اورزکوۃ کھاتہ بنا رکھے ہیں اس میں درج ہوجاتا ہے کیا زکوۃ اداکرنے کا یہ طریقہ صحیح ہے؟ یا اس کے علاوہ دوسرا طریقہ ہونا چاہئے؟

---

# الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

زکوۃ کھاتہ بنانے کی دوصورت ہوسکتی ہے:

(1) جس قدر زکوۃ واجب ہواس کا بھی درج اور جمع کردیا جائے اورزکوۃ کی یہ درج اور جمع شدہ رقم اپنے ذمہ لازم سمجھی جائے پھر حسب ضرورت وقتا فوقتا اس کے مصارف میں صاحب نصاب بہ نیت زکوۃ خرچ کرتا رہے یہاں تک درج شدہ رقم پوری ہوجائے۔

(2) زکوۃ کی واجب شدہ رقم علیحدہ کرکے پھر اصل نصاب کی طرح تجارت میں لگادی جائے یا یہ خیال کیا جائے کہ رقم اصل نصاب کی طرح تجارت میں صرف ہوگئی اس صورت میں دوسوال پیدا ہوتے ہیں:

(1) کیا زکوۃ کے مال کو اب اس مال کا امین بن کر تجارت میں لگانا جائز ہے؟

(2) اگر جائز ہے تو اصل رقم کی طرح اس کا نفع بھی زکوۃ کے مصارف میں صرف کیا جائے گا؟

زکوۃ کھاتے کی پہلی صورت جائز ہے دوسری صورت بظاہر جائز ہے لیکن سارا نفع مصارف زکوۃ میں خرچ ضروری ہوگا اورزکوۃ کی رقم سے ایسی ہی تجارت درست ہوگی جہاں خسارہ کا خطرہ بہت کم ہو بلکہ نہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

مجھے جہاں تک علم ہے تمام اہل حدیث علماء اس امر پر متفق ہیں کہ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا اورچاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے۔ یہی مقدار نصاب حافظ غازی پوری نے بھی کتاب الزکوۃ میں لکھی ہے۔ اوراس کی بنیاد اس بات پر ہے کہ دس درہم وزن میں برابر سات مثقال کے ہوتے ساڑھے چار ماشے کے برابر ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے دوسودرہم ساڑھے باون تولے ہوتے ہیں (تولہ 12 ماشے کا) اوربیس مثقال سونا برابر ساڑھے سات تولے سونے کے ہوگا۔ علماء اہل حدیث کو فرنگی محلی (1) اورمدیر زندگی کی تحقیق سے اتفاق نہیں ہے اورغالبا شاہ انور صاحب فرنگی محلی تحقیق سے اتفاق نہیں ہے واللہ اعلم

(مکاتیب شیخ رحمانی بنام مولانا امین اثری ص: 75)

جب یہ بتدریج جمع کردہ رقم اتنی مقدار کو پہنچ جائے کہ اس ساڑھے باون تولہ چاندی خریدا جاسکے تو اس بقدر نصاب مجموعی مقدار میں زکوۃ فرض ہوگی لیکن اس زکوۃ (چالیسواں حصہ اس وقت نکالنا فرض ہوگا جب اس پر بقدر نصاب مجموعی مقدار پر پورا سال گزر جائے۔ اگر سال گزرنے سے پہلے یہ پوری مجموعی رقم یا اس میں سے کچھ خرچ ہوجائے یا تلف ہوجائے اوربقدر نصاب باقی نہ رہے تو اس کی زکوۃ ساقط ہوجائے تو اس میں بھی اس طرح زکوۃ لازم ہوجائے گی لیکن اس کی ادائے گی اس پر پورا سال گذرجانے کے بعد ہی لازم ہوگی۔ علی ہذا القیاس۔ عبیداللہ رحمانی مکتوب بنام محمد فاروق اعظمی)

شوہر نے شادی کے موقع پر بیوی کو جو زیورات دیئے اگران کے بارے میں دینے کے وقت یا بعد میں اس کی تصریح نہیں کی وہ ان کو تملیکا دے رہا ہے یا عاریتہ محض پہننے اوربرتنے کےلئے تو ایسی صورت میں برادری کے طرف کا یا مقامی عرف رواج اوردستور کا لحاظ واعتبار ہوگا۔ مجملا اورعرفا ان زیورات کی جو حیثیت ہو اوس کے مطابق حکم وفتو ہوگا۔ اگر شوہر کی ملکیت سمجھے جاتے ہوں تو ان کی زکوۃ اوسی کے ذمہ ہوگی اوراگر بیوی کی ملکیت سمجھے جاتے ہوں تو زکوۃ کی ذمہ دار بیوی ہوگی۔ واللہ اعلم

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

**جلد نمبر 2۔ کتاب الزکاۃ**